مصارف زکوٰۃ کے سلسلے میں چند ضروری باتیں

استفسار

(جناب مولوی نجم الدین صاحب اصلاحی)

"مصارف زکوٰۃ میں "فی سبیل اللہ" کی تحدید و توسیع کا مسئلہ بہت کافی غور طلب ہے اور اس کے مختلف پہلو بحث و تحقیق کے محتاج ہیں اس سلسلے میں قاضی ابو بکر جصاص نے احکام القرآن میں جو کچھ فرمایا ہے اس کو بھی پیش نظر رکھنا بہرحال ضروری ہے ہم سردست اصلاحی صاحب کا یہ استفسار اس توقع پر شائع کر رہے ہیں کہ حضرات علماء ان مصلحتوں کو سامنے رکھ کر اس پر غور فرمائیں گے جن کی جانب فاضل مضمون نگار نے توجہ دلائی ہے۔ (برہان)

زکوٰۃ کے مصارف میں ایک مصرف فی سبیل اللہ ہے جس کے بارے میں عام مفسرین اور فقہا یہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد اعانت مجاہدین اور وہ سامان جہاد ہے جو ان کی ملک میں دے دیا جائے بعضوں کے نزدیک سفر حج بھی اسی کے تحت داخل ہے جیسا کہ ام معقل والی حدیث میں آگیا ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا "فی سبیل اللہ" کے مصرف کو اس سے زیادہ وسعت دی جا سکتی ہے یعنی تبلیغ و اشاعت اسلام اور اقامت دین کے دوسرے کاموں میں بغیر تملیک کے بھی زکوٰۃ کا مال فی سبیل اللہ کے تحت صرف کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

میرے علم میں قدماء میں سے کسی کی رائے توسیع کی موافقت میں نہیں ہے البتہ کتاب الاموال میں انس بن مالک کا ایک اثر مل گیا ہے جس سے اس پر کچھ روشنی پڑتی ہے وہ اثر یہ ہے عن انس بن مالک والحسن قالا ما اعطیت فی الجسور والطرق فھی صدقۃ ماضیۃ"

اسمٰعیل بن ابراہیم جو ابن علیہ کے نام سے مشہور ہیں اس اثر کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں "انما تجزی من الزکوٰۃ" کتاب الاموال ص۵۸۵

امام ابو یوسف کے متعلق عام فقہا یہ نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فی سبیل اللہ سے مراد جہاد ہی لیا ہے لیکن کتاب الخراج دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ تحدید کے قائل نہیں تھے مصارف کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فاما المولفة قلوبهم[1] قد ذهبو والعاملون[2] عليها يعطيهم الامام ما يكفيهم وان قل من الثمن او اكثر اعطى الوالى منها ما يسعه ويسع عماله من غير سرف ولا تقتير وقسمت بقية الصدقات بينهم۔ فللفقراء[3] والمساكين سهم۔ وللغارمين وهم الذين لا يقدرون على قضاء ديونهم سهم وفي[4] ابناء السبيل المنقطع بهم سهم۔ يحملون به ويعادلون وفي[5] الرقاب سهم وسهم[6] في اصلاح طرق المسلمين الخ

خط کشیدہ الفاظ خاص طور سے قابل غور ہیں اور آٹھواں مصرف جس سے مراد "فی سبیل اللہ" ہی ہو سکتا ہے اس لئے کہ اس سے پہلے یا بعد اس مصرف کی تشریح نہیں کی ہے اور نہ تشریح میں قرآن کی ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے۔

بخاری باب القسامہ اور ابو داؤد "باب القتل بالقسامہ" میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن سہیل کے قتل کے سلسلہ میں زکوٰۃ کے سو اونٹ دیت کے طور پر دئے (فوداہ مائۃ من ابل الصدقۃ) بعض روایتوں میں (من عندہ) کا لفظ ہے، بہر حال ترجیح جس لفظ کو بھی ہو لیکن من ابل الصدقہ کے لفظ کو محدثین نے رد نہیں کیا ہے بلکہ اس کو تسلیم کر کے دونوں روایتوں میں تطبیق دی ہے۔ پوری تفصیل فتح الباری میں موجود ہے (ص ۲۰۶ / ج ۱۲)

اسی روایت کے ماتحت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بعض علماء کے متعلق یہ نقل کیا ہے کہ وہ زکوٰۃ کے مال کو مصالح عامہ کے کاموں میں صرف کرنا جائز سمجھتے ہیں اور وہ خود بھی اسی کے قائل تھے (فتح الباری)

البدائع والصنائع میں ہے کہ اما قوله في سبيل الله عبارة عن جميع القرب فيدخل فيه كل من سعى في طاعة الله وسبل الخيرات (ج ۲)

حال کے مفسرین میں نواب صدیق حسن خاں صاحب نے قیل کے لفظ سے مصالح عامہ کے جواز کا قول نقل کیا ہے۔ ان کے علاوہ علامہ رشید رضا مصری اور مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہ نے اپنی تفسیروں میں وسعت دی ہے۔ حضرت الاستاد جناب سید صاحب نے بھی سیرت کی پانچویں جلد میں وسعت ہی کا پہلو اختیار کیا ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور بات قابل غور ہے کہ عام فقہاء کرام للفقراء اور اس کے معطوفات علیہ کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ اس پر لام "تملیک" کا ہے اور قرآن میں "فی سبیل اللہ" کا لفظ جہاں کہیں آیا ہے اس سے مراد جہاد ہی ہے۔ اس کے متعلق حضرت سید صاحب نے سیرت میں جو کچھ لکھا ہے ہم اسے نقل کرتے ہیں۔

"اکثر فقہاء نے فی سبیل اللہ سے مراد صرف جہاد لیا ہے مگر یہ تحدید صحیح نہیں معلوم ہوتی ابھی آیت گذر چکی ہے للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ سے بالاتفاق صرف جہاد نہیں بلکہ ہر نیکی اور دین کا کام مراد ہے اکثر فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ زکوٰۃ میں تملیک یعنی کسی شخص کی ذاتی ملکیت بنانا ضروری ہے۔ مگر ان کا استدلال جو للفقراء کے لام تملیک پر مبنی ہے بہت کچھ مشتبہ ہے ہو سکتا ہے کہ لام انتفاع ہو جیسے خلق لکم ما فی الارض جمیعاً (سیرت جلد ۵ صفحہ ۲۳۷)

ابن عربی مالکی نے کتاب الاحکام میں لکھا ہے کہ واختلف العلماء فی معنی اللام الذی افادت هذه اللام لام الاجل کقولک هذا السرج للدابة والباب للدار وبه قال مالک وابو حنیفه ومنهم من قال ان هذا لام التملیک کقولک هذا المال لزید وبه قال الشافعی (آیة)

اس وقت اقامت دین کے کاموں اور مدارس کے قیام و بقاء کی اہمیت ملحوظ خاطر رہے نیز یہ کہ اس وقت ان مدات کے خرچ کرنے میں سب عربی مدارس میں جو فقہی حیلے کئے جاتے ہیں اس کی کیا ضرورت ہے جب تملیک کا مسئلہ نص کی حیثیت نہیں رکھتا تو فقہی حیلوں کے بجائے اس کو اصولی طور پر کیوں نہ تسلیم کر لیا جائے۔ اور بہر حال حیلہ کی حیثیت اباحت مرضیہ کی نہیں بلکہ دین کی روح کے لحاظ سے تو غیر مرضیہ ہی معلوم ہوتی ہے۔